Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۷/۴۲ | اتوار - ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ - ۲۹ امان ۱۳۷۱ ہش - ۲۹ مارچ ۱۹۹۲ء | نمبر ۷۴

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی صحت کے متعلق اطلاع اور خصوصی دُعا کی درخواست

مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے لندن سے مندرجہ ذیل خبر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ کی خدمت میں بھجوائی ہے۔

احباب کرام خشوع و خضوع سے حضرت بیگم صاحبہ کی صحت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

"حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کی تازہ رپورٹ یہ ہے کہ

'حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی طبیعت سوموار کی رات کچھ زیادہ ناساز ہو گئی۔ یہ امر خارج از امکان نہیں تھا کہ یہ سانس کی تکلیف بعض زیر استعمال دواؤں کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہو۔ لہذا مکمل چھان بین کے لئے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کو دوبارہ ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ گو طبیعت اب STABLE ہو گئی ہے لیکن بنیادی ٹیسٹوں سے یہ پتہ چلا ہے کہ گردے متاثر ہیں اور جسم میں یوریا کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ یہ احتمال بھی ہے کہ یہ تکلیف بھی بعض ادویہ کے نتیجہ میں بڑھی ہو۔ مزید ٹیسٹ کئے جا رہے ہیں اور جہاں تک انسانی کوشش کا تعلق ہے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جا رہا لیکن احباب جماعت پر یہ بات خوب روشن ہے کہ اصل شفاء اذنِ الٰہی پر منحصر ہے۔ پس دعا کے ذریعہ آسمان سے شفاء کی طلب جاری رہنی چاہیئے۔

قرآن کریم کا بغور مطالعہ

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-
"جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے ..... قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بے بہا گوہر موجود ہیں۔"
(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۹۴)

رمضان شریف کے بابرکت ایام کلام الٰہی سے بھرپور استفادہ کا سنہری موقعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔
(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی ربوہ)

سانحۂ ارتحال

محترم پیر معین الدین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ میرے ماموں مکرم میرزا منور علی صاحب ابن مکرم میرزا ناصر علی صاحب (سابق امیر جماعت احمدیہ فیروز پور (انڈیا) مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۹۲ء کو لاہور میں بعمر ۸۲ سال وفات پا گئے۔ انکی تدفین ماڈل ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں ہوئی۔

احباب کرام سے ان کی بلندیٔ درجات کے لئے درخواست دُعا ہے۔

درخواست دُعا

احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں پاکستان اور دنیا کے دیگر مختلف ممالک میں خدمت سلسلہ بجالانے والے مربیان کرام کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے اور حافظ و ناصر ہو۔

اسی طرح احباب کرام اسیران راہ مولا اور ان کے لواحقین کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ بعض اسیران آٹھ سال کے طویل عرصہ سے جیل کی کوٹھڑیوں میں بند ہیں اللہ تعالےٰ ان کی جلد باعزت رہائی کے سامان فراہم فرمائے۔

انسان کی اصل دولت اس کی صلاحیّت ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"نجات کی معراج صلاحیتوں کی نشوونما کو انتہاء تک پہنچانا ہے۔ یہ انسان کی اصل دولت ہے۔ یہ مادی دولت بھی ہے۔ یہ ذہنی دولت بھی ہے۔ یہ اخلاقی دولت بھی ہے اور یہ رُوحانی دولت بھی ہے۔ اگر پاکستان کے سارے شہری اپنی اپنی استعداد کے دائرہ کے اندر اپنی صلاحیتوں کی نشوونما کو اپنی انتہاء تک پہنچا دیں تو ہمارا ملک دُنیا کے امیر ترین ملکوں میں سے ہو جائے گا۔ اور دُنیا کے حسین ترین ملکوں میں سے بھی ہو جائے گا کیونکہ اخلاقی لحاظ سے بھی ہم ایک ... مذہبی جماعت ہیں ...

اس لئے اگر ہماری ذہنی اور ہماری اخلاقی اور ہماری روحانی نشوونما ہو گی تو مادی نشوونما کے لحاظ سے اور مادّی دولت کے لحاظ سے امریکہ بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ روس بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اور چین بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اگرچہ یہ قومیں دنیوی لحاظ سے بڑی آگے نکل چکی ہیں لیکن مَیں نے بڑا غور کیا ہے اور بالآخر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ ابھی بحیثیتِ مجموعی اپنے دائرہ استعداد کی انتہاء تک نہیں پہنچے یعنی مادّی لحاظ سے، ذہنی لحاظ سے بھی اخلاقی لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے اپنی نشوونما کے کمال تک نہیں پہنچے۔

اگر ان کے مقابلے میں پاکستان بحیثیت مجموعی اپنے دائرہ استعداد کی انتہاء کو پہنچ جائے تو وہ ان ملکوں سے آگے نکل جائے گا۔ ہم نے اگر سو میں سے دس نمبر لئے اور انہوں نے (یعنی امریکہ، روس، چین وغیرہ) نے سو میں سے پچاس نمبر لئے تو اس لحاظ سے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہم سے بہت آگے ہیں۔ وہ ہم سے پانچ گُنا آگے ہیں لیکن اگر ہمارے اندر اللہ تعالیٰ نے دس کی بجائے سو نمبر لینے کی صلاحیت رکھی تھی اور ہم یہ سو نمبر حاصل کر لیں تو گویا ہم ان سے دو گنا آگے نکل گئے۔ پس انسان کی اصل دولت اس کی صلاحیت ہے یعنی وہ قوتیں اور استعدادیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہیں۔ یہی اصل دولت ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ جنوری ۱۹۷۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۹۔ امان ۱۳۷۱ ہش — ۲۹۔ مارچ ۱۹۹۲ء

کوشش۔ کوشش۔ کوشش

انسان مقصد کے حصول کیلئے کہاں تک کوشش کرے۔ اس کا سیدھا سادہ جواب تو یہ ہے کہ جب تک مقصد حاصل نہ ہو جائے۔ لیکن یہ جواب ایک اور سوال پیدا کرتا ہے اور وہ یہ کہ اگر مقصد حاصل ہی نہ ہو تو کیا کرے، یا اگر کسی وقت انسان سمجھے کہ مقصد تو حاصل نہیں ہوگا۔ اس لئے کوشش ترک کیوں نہ کر دی جائے۔ اور یہ سوال پہلے سوال کے جواب سے بھی زیادہ اہم ہے۔ سب سے پہلے تو یہ بات فیصلہ چاہتی ہے کہ جس بات کو مقصد کہا گیا ہے وہ مقصد ہے بھی یا نہیں۔ یہ بات نہائت سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے والی ہے۔ اور جب یہ فیصلہ کر لیا جائے کہ جو کچھ ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ واقعی ایسا مقصد ہے جسے ضرور حاصل کرنا چاہیئے۔ تو اس فیصلہ کے بعد پھر کوشش کا ترک کرنا نہ صرف نامناسب ہے بلکہ دیگر باتوں کے حصول میں غیر یقینی صورت پیدا کر سکتا ہے۔

چونکہ کسی شخص کو اپنی پوری استعداد کا علم نہیں اس لئے کوشش کرتے ہی رہنا اس کی شان کے شایاں ہے۔ ایک چیونٹی کی مثال بھی اکثر دی جاتی ہے کہ وہ دیوار پر چڑھتی تھی اور گر جاتی تھی۔ لیکن اس نے دیوار پر چڑھنا ترک نہیں کیا بلکہ جاری رکھا۔ اس نے ایک دفعہ کوشش کی اور پھر ایک دفعہ اور اور پھر ایک دفعہ اور۔ اور وہ کوشش کرتی ہی رہی۔ اور آخر کار کامیاب ہو گئی۔ کوشش کو مسلسل جاری رکھنے کی یہ ایک نہائت عمدہ مثال ہے۔ اگر ہم ہر کوشش کے بعد تہیہّ کرلیں۔ کہ ایک دفعہ مزید کوشش کرنی ہے۔ تو ہماری کوشش میں تسلسل پیدا ہو جائے گا۔ اور کامیابی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یقینی۔

اسی طرح ترقی کرتے رہنے کے لئے ایک اور بات بھی کہی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر ترقی اور کامیابی کے بعد اگر ہم یہ کہیں کہ بس تھوڑی سی اور تو ہمارا حوصلہ بھی بندھا رہتا ہے اور ترقی کا قدم بھی آگے کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔ گویا کہ ترقی کو بھی تسلسل مل جاتا ہے اور "صرف ذرا سا اور" کی وجہ سے کوشش ہو بھی آسان جاتی ہے۔

روحانی منازل طے کرنے کے لئے بھی یہی گُر بتایا گیا ہے۔ اصل کے بعد تھوڑا سا اور۔ یہ وہ بات ہے جسے نفل کہتے ہیں۔ اصل تو اصل ہے ہی لیکن اس سے ذرا سا اور آگے۔ اور پھر اور آگے۔ اور یہ اس اصل کو زیادہ وقیع اور زیادہ مؤثر بنا دیتا ہے۔ نفل کا لفظ ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ تھوڑا سا اور۔ یہ ہے ترقی کا زینہ۔ بلکہ زینہ بہ زینہ۔

راستی ہے مدار تقویٰ کا
نیکیاں ہیں وقار تقویٰ کا
نیتوں میں نہ ہو فتور کوئی
ہے یہی اک شعار تقویٰ کا

ابوالاقبال

جو دیکھتی ہے ہر ایک شے کو مگر حقیقت نگر نہیں ہے
اُس آنکھ کو آنکھ تو کہیں گے مگر یقیناً نظر نہیں ہے

تم ایک ہی دائرے میں چکّر لگا کے خوش ہو کہ چل رہا ہوں
پہنچ نہ پاؤ گے اپنی منزل پہ، یہ سفر تو سفر نہیں ہے

مَیں رَہ نہیں ہوں نشان رَہ ہوں مرے ارادے مرے قدم ہیں
تلاش ہے نقشِ پا کی مجھ کو کہ اس سے کوئی مفر نہیں ہے

وہ میری ہر بات سُن کے مجھ کو ہر ایک لمحہ نوازتا ہے
مَیں کیسے کہہ دُوں مری دعائے شبانہ میں بھی اثر نہیں ہے

مکیں نہ کس طرح جان لے گا کہ کونسا ہے مکان اسکا
مری محبّت کہے گی کیسے تمہارا دل اسکا گھر نہیں ہے

مری مسرّت کا راز یہ ہے کہ سارے موسم ہیں میرے موسم
بہار جانے کا غم نہیں ہے خزاں کے آنے کا ڈر نہیں ہے

کوئی نہ سمجھے گا دل میں اُن کے لبا ہُوا ہے پیار کس کا
تمہارے ذکرِ جمیل سے گر زبان لوگوں کی تر نہیں ہے

یہ اختلافات تو زمانے کے ہی نشیب و فراز ہونگے
چلو ملاؤ بھی ہاتھ مجھ سے تمہارے دل میں جو شر نہیں ہے

رُکو رُکو قریہ قریہ جاکر تلاش کرتے رہو گے کب تک
اسے کہاں کوئی پا سکے گا، دلِ حزیں میں اگر نہیں ہے

کسی کے ذوقِ سخن میں پنہاں ہے اسکے دل کا ہر اک ارادہ
کسی کے اشکوں میں خون تو ہے مگر وہ خونِ جگر نہیں ہے

نسیم ان سے کہو کہ آئیں اور آکے پہچان لیں سبھی کو
وہ آکے دیکھیں کہ ہم وہی ہیں ہمارا رنگِ دگر نہیں ہے

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

گناہ سے پاک ہونے کے ذرائع

سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے اس بات کی وضاحت کرنے کے لئے کہ کون سے ذرائع ہیں جن پر عمل کر کے انسان گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور نفس میں نیکیاں پیدا ہو جاتی ہیں فرمایا :۔

عام طور پر اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ نیکی کرو نیکی کرو اور گناہوں سے بچو۔ گناہوں سے بچو لیکن جیسا کہ ہر ایک شخص کے تجربے میں آیا ہے۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ....

.... حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتابوں کو پڑھا اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کی مگر ہم کلی طور پر نہیں بچ سکے۔ نیکی کرنے کے لئے ہم نے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ اب بتاؤ ہمارا کیا علاج ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس نکتہ سے بحث کی جائے کہ کس طرح انسان کی اس کمزوری کو دور کیا جائے کہ وہ باوجود ارادہ اور کوشش کے گناہوں سے بچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جب میں نے اس مضمون کے متعلق نوٹ لکھنے شروع کئے تو خیال کر کے کہ یہ مضمون عرفان الٰہی کے مضمون کے بعض حصوں سے ٹکرائے گا۔ اس تقریر کا مطالعہ کیا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ میں نے اس تقریر میں وعدہ کیا تھا کہ یہ مضمون بیان کروں گا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ اب میں اس وعدے کو پورا کرنے لگا ہوں۔

پھر جب میں اس مضمون پر غور کرنے لگا تو ایک پرانی اور بہت پرانی رؤیا مجھے یاد آگئی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات کے ایک آدھ ماہ بعد میں نے یہ رؤیا دیکھی تھی اور اس وقت اس کی کوئی تعبیر نہ سوجھتی تھی۔ رؤیا یہ تھی کہ ایک مصلّٰی ہے جس پر میں نماز پڑھ کے بیٹھا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے جس کے متعلق مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی کی ہے اور اس کا نام منہاج الطالبین ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ تک پہنچنے والوں کا رستہ۔ میں نے اس کتاب کو پڑھ کر رکھ دیا کہ پھر یکدم خیال آیا کہ کتاب حضرت امام جماعت الاوّل کو دینی ہے اس لئے میں اسے ڈھونڈنے لگا ہوں مگر وہ ملتی نہیں۔ ہاں اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک اور کتاب مل گئی۔ اس وقت میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے اور "تیرے رب کے لشکروں کو سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا"۔ اس کے بعد میں نے اس خیال سے کہ اگر شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی کی کوئی کتاب اس نام کی ہو تو اسے تلاش کروں۔ حضرت امام جماعت الاوّل اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے سے پوچھا تو آپ نے فرمایا ان کی اس نام کی تو کوئی کتاب نہیں۔ البتہ غنیتہ الطالبین نام کی کتاب ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ اسی نام کی کسی اور کی کتاب بھی نہیں ہے۔ پھر خیال آیا کہ ممکن ہے کہ کسی وقت مجھے ہی اس نام کی کتاب لکھنے کی توفیق ملے اور عبدالقادر سے مراد یہ ہو کہ اس میں جو کچھ لکھا جائے وہ میرے دماغ کا نتیجہ نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی سمجھائی ہوئی باتیں ہوں۔ اس وجہ سے میں نے اس مضمون کا نام منہاج الطالبین رکھا ہے۔

اس مضمون کے جن حصوں کا تعلق عرفان الٰہی اور مسئلہ نجات سے ہے ان میں سے بعض کو تو چھوڑ دوں گا اور جن کا تسلسل مضمون کے لئے ذکر کرنا ضروری ہو گا۔ ان کو مختصراً بیان کروں گا اور اصل بات تو یہ ہے کہ پہلے اس مضمون کے علمی پہلو بیان ہوئے اب میں عملی پہلو بیان کروں گا۔

اس ضروری اور اہم مسئلہ پر غور کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی پیدائش کی غرض کیا ہے وہ خدا تعالےٰ نے خود بیان کر دی ہے۔ فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو ایک ہی کام کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ یہ کہ عبد بن جائے۔ عبودیت کے معنی عربی میں تذلل کے ہیں اور تذلل کا یہ مفہوم ہے کہ جو دوسرے کا نقش قبول کرے۔ تو عبد کے معنے ہیں حکومت تسلیم کر لینا نقش تسلیم کر لینا اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے سوائے اس غرض کے انسان کو اور کسی غرض کے لئے نہیں پیدا کیا گیا کہ میرے نقش کو قبول کرے۔ جب انسان کی زندگی کا یہ مقصد ہے تو ہم اس وقت تک اسے پورا نہیں کر سکتے جب تک خدا تعالےٰ کی صفات کو اپنے اندر جذب نہ کریں....

مولوی برہان الدین صاحب جہلمی بہت مخلص احمدی تھے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ایک دفعہ بیان فرما رہے تھے کہ صاحب ایمان کے یہ یہ درجات ہونے چاہئیں۔ تقریر ختم ہونے کے بعد مولوی صاحب چیخیں مار کر رو پڑے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے کہنے لگے۔ (مختلف وجوہ سے اور مختلف جگہوں سے مارین کھانے کے بعد) "پھیر وی جھڈو دا جھڈو ای رہیا" یعنی کسی کام کا نہ بنا.... تو ہمیں کیا فائدہ ہوا۔ ہمارے اندر تو ایسی تبدیلی اور ایسا تغیر ہونا چاہیئے کہ ہمیں محسوس ہو کہ ہم نے زندہ انسان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے۔

باہمی تعاون

سیدنا حضرت فضل عمر اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے نے اپنی تقریر منہاج الطالبین میں فرمایا۔

میں نے مالی مشکلات کی وجہ سے کہا ہے کہ اس وقت تک کوئی نیا کام نہ بڑھایا جائے جب تک حالت درست نہ ہو امریکہ کے مشن پر اب خرچ کم کر دیا گیا ہے اور ہندوستان میں آئندہ سال سے زیادہ کوشش کی جائے گی۔ تاکہ یہاں کی جماعت زیادہ بڑھے اور زیادہ بوجھ اٹھا سکے مگر جہاں یہ ضروری ہے کہ ہماری جماعت زیادہ قربانی کرے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ جن سامانوں کے ذریعے وہ قربانی کر سکتی ہے ان کو بڑھایا جائے۔ انگریزی میں مثل ہے کہ سونے کا انڈا لینے کے لئے مرغی کو مار نہ ڈالنا چاہیئے۔ اس وجہ سے ضروری ہے کہ جماعت کی مالی اصلاح اور ترقی کے لئے کوشش کی جائے۔ اس کے لئے ایک تو یہ ضروری ہے کہ جماعت کے لوگ ایک دوسرے سے تعاون کریں مختلف مقامات پر ٹرنک سازی۔ سیاہی سازی۔ لنگیاں بنانا۔ آزار بند بنانا۔ قلّا وغیرہ مختلف قسم کی صنعتیں جاری ہیں اگر مختلف جگہ کے احمدی تاجر احمدی صنّاعوں سے اشیاء خریدیں تو ان کی بکری وسیع ہو سکتی ہے۔ اور ان کی آمد زیادہ ہونے کی وجہ سے سلسلے کو بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ پس احمدی تاجر احمدی صناعوں سے مال خریدیں اور احمدی گاہک احمدی دکانداروں سے خریدیں تو اس طرح بھی بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے (مربیوں) کو بھی اس کام میں مدد دینی چاہیئے۔ جہاں جائیں دیکھیں کہ کونسی صنعت کوئی احمدی کرتا ہے اور جب دوسری جگہ جائیں تو وہاں کے لوگوں کو بتائیں کہ فلاں مال فلاں احمدی بناتا ہے اس سے خریدا جائے۔

میرے نزدیک اس پہلو میں ترقی دینے کا ایک آسان طریق یہ بھی ہے کہ مجلس مشاورت کے وقت ایک نمائش بھی ہو جایا کرے۔ جس میں احمدی صناع اپنی بنائی ہوئی چیزیں لا کر رکھیں۔ تاکہ دوست واقف ہو جائیں کہ فلاں چیز فلاں جگہ سے مل سکتی ہے اور پھر ضرورت کے وقت وہاں سے منگوالیں۔ پھر احمدیوں کو چاہیئے کہ بیکار احمدیوں کو ملازم کرانے کی کوشش کریں۔ بعض دوستوں نے اس بارے میں بڑی ہمت دکھائی ہے مگر اکثر سستی کرتے ہیں۔ اسی طرح جماعت کے لوگوں کو چاہیئے تجارتی شہروں میں جاکر تجارت اور صنعت سیکھیں۔

اسی طرح ایک ضروری امر پسماندگان کی مدد ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ دین کے لئے قربان کر دو تو جو لوگ اس پر عمل کرتے ہیں ان کے فوت ہونے پر ان کے پسماندگان کے لئے کچھ نہیں بچتا۔ ایسے حاجت مندوں کے لئے ایک فنڈ ہونا ضروری ہے جس میں چندہ دینا لازمی نہ ہو بلکہ مرضی پر ہو اور اس کے لئے ایسا قانون بنا دیا جائے کہ جو اتنا چندہ دے اسے اتنے عرصے کے بعد اتنی رقم بالمقطع دی جائے گی یا اگر فوت ہو جائے تو پسماندگان کو اتنی رقم ادا کر دی جائے۔ اگر کسی ایسے فنڈ کا انتظام ہو جائے تو پسماندگان کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق میں تفصیلی طور پر اس وقت نہیں بیان کر سکتا۔ میرا ارادہ ہے کہ مجلس مشاورت میں اسے پیش کیا جائے اور اسے ایسے رنگ میں رکھا جائے کہ سود نہ رہے۔ انشورنس نہ ہو۔ اور کام بھی چل جائے۔ مثلاً یہی فیصلہ ہو کہ اس عمر تک پسماندگان کو گذارہ دیا جائے گا۔ یا یہ کہ بچوں کو اس قدر تعلیم دلائی جائے گی۔

اس قسم کی تحریکات بھی جماعت کی مالی حالت کی درستی کے لئے ضروری ہیں جن کے متعلق تدابیر سوچی جائیں گی تاکہ شرعی لحاظ سے ان میں کوئی نقص نہ ہو۔ اور پسماندگان کے گذارے کا کوئی معقول انتظام ہو سکے۔ جس سے ہماری جماعت کے لوگوں کو ایک گونہ اعتماد حاصل ہو سکے کہ ان کے بعد ان کی اولاد خطرہ میں نہ ہو گی۔ گو صاحب ایمان کا اعتماد تو خدا پر ہی ہوتا ہے۔

نماز عبادت کا مغز اور گودا ہے۔

(نظارت اصلاح وارشاد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ــــ نون۔ سین

نگورنا کاراباخ میں جھڑپیں

نگورنا کاراباخ میں جو آرمینیا اور آذربائی جان کی آپس میں غیر اعلان کردہ جنگ جاری ہے۔ اسے ختم کرانے کے لئے سوویت یونین کی سابقہ ریاستوں کی دولت مشترکہ کامیاب نہیں ہو سکی اور چونکہ اس کی کوششوں کے باوجود مثبت نتائج نظر نہیں آرہے اس لئے آرمینیا اور آذربائی جان نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ عالمی برادری صلح کا انتظام کرے اور معصوم لوگوں کو اس جھگڑے میں ہلاک ہونے سے بچائے۔ جھگڑا تو گذشتہ چار سال سے چل رہا ہے۔ لیکن اب اس میں بہت زیادہ شدت آگئی ہے کہا جاتا ہے کہ گذشتہ ہفتے جو جھڑپ ہوئی ہے اور جس میں آذربائی جان کی فوجوں نے آرمینیا کے ۲۰۰ باشندے ہلاک کر دئے ہیں یہ سب سے زیادہ شدید جھڑپ تھی۔

آرمینیا کے صدر نے اقوام متحدہ سے اپیل کی ہے کہ وہ اس معاملے میں ان کی مدد کریں۔ اور چونکہ ان کی اپنی دولت مشترکہ بہت سے مسائل سے دوچار ہے اور ایسے فیصلے کروانے میں ناکام ہو رہی ہے۔ اس لئے اقوام متحدہ آرمینیا اور آذربائی جان کے درمیان فیصلہ کروا کے صلح کرادے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ ہم چاہتے تو یہ ہیں کہ ہماری اپنی دولت مشترکہ اس معاملے کو حل کر سکے لیکن چونکہ ہماری دولت مشترکہ کی سب ریاستیں اپنے اپنے مسائل میں الجھی ہوئی ہیں اس بات کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ کوئی اور تنظیم ہماری مدد کرے۔ اور اقوام متحدہ ہی سب سے بہتر اور منظم تنظیم ہے۔ جو ایسے معاملات سلجھا سکتی ہے۔ آذربائی جان کی حکومت کے ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ آذربائی جان نے ایک علاقائی کانفرنس کی تجویز پیش کی ہے تاکہ اس مسئلے کا حل دریافت کیا جا سکے۔ اگرچہ اس تجویز کی ابھی توثیق نہیں ہو سکی۔ اس سے قبل روس ایران اور بعض دیگر ملکوں نے کوشش تو کی ہے لیکن وہ کوششیں کامیاب نہیں ہوئیں۔ ان کوششوں کے باوجود نگورنا کاراباخ میں جنگ جاری ہے۔ جیسا کہ پہلے کسی نوٹ میں بتایا جا چکا ہے۔ اس علاقے میں آرمینیا کے باشندے رہائش پذیر ہیں۔ جب کہ اس پر سرکاری تسلط آذربائی جان کا ہے۔

برما کے مہاجر مسلمان

نورالاسلام جو برما میں اسلامک گوریلا فرنٹ کے کمانڈر انچیف ہیں اور اراکان اور انڈیا اسلامک فرنٹ کے چیئرمین نے برما کی حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ اگر برما سے بنگلہ دیش جانے والے مسلمانوں کو واپس لے کر ان کے پورے حقوق بحال نہ کئے گئے تو وہ اس بات پر مجبور ہو جائیں گے کہ برما کی حکومت کے خلاف مسلح جدوجہد کی جائے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس وقت جو فوجی جنتا حکومت کر رہا ہے وہ برما کے مسلمانوں کو غیر ملکی کہہ کر برما سے باہر جانے پر مجبور کر رہا ہے۔ اور کہ اس بات کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کیا جائے گا جبکہ ہمارا یہ بھی مطالبہ ہے کہ تمام برمی مسلمانوں کو جو اس وقت تک بنگلہ دیش میں بصورت مہاجر جا چکے ہیں انہیں واپس برما آنے کی اجازت دی جائے اور ان کے تمام حقوق بحال کئے جائیں نورالاسلام نے کہا کہ ہم نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم اپنے ہی ملک میں جان دے دیں گے اور اس لئے ہمیں مسلح جدوجہد کی ضرورت ہو گی اور ہم عالمی برادری سے فوجی مدد مانگ رہے ہیں اور خاص طور پر اپنے ہمسایوں سے انہوں نے کہا کہ یہ زیادہ بہتر ہے کہ ہم لڑ کر اپنی جانیں دے دیں بہ نسبت اس کے کہ بنگلہ دیش کے مہاجر کیمپوں میں زندگی گذاریں۔ ہم کسی ہمسایہ ملک پر بوجھ نہیں بننا چاہتے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت تک بارہ لاکھ روہنگیا مسلمان اراکان کی ریاست چھوڑ کر باہر جا چکے ہیں۔ اراکان میں چالیس لاکھ افراد بستے ہیں جن میں مسلمانوں کے علاوہ دوسرے لوگ بھی شامل ہیں۔ وہاں پر مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کے لئے مایان مار MAYAN MAR سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ بہت سے مسلمان جان بچانے کے لئے ادھر ادھر گھومتے رہتے ہیں۔ اور بنگلہ دیش بھی پہنچ جاتے ہیں۔ کئی ایک ہندوستان، پاکستان، سعودی عرب اور خلیج میں پہنچے ہوئے ہیں اور اس امید میں وہاں قیام کر رہے ہیں کہ کسی نہ کسی وقت انہیں واپس اپنے ملک جانے کا موقعہ مل جائے گا۔

فرید احمد تبسم

گلگت۔ دنیا کی ”جنت“

گلگت دنیا کے ان خوبصورت علاقوں میں سے ایک ہے جن کو ”دنیا کی جنت“ کہا جاتا ہے۔ بلند و بالا دیو قامت برف پوش پہاڑوں، حسین و جمیل قدرتی مناظر ٹھنڈے یخ چشموں، مسلسل بہنے والے ندی نالوں اور بے شمار گلیشیئرز پر مشتمل ہونے کی بنا پر یہ علاقہ اپنی مثال آپ ہے۔

سطح سمندر سے ۴۸۹۰ فٹ بلند ہونے کے ناطے یہاں موسم سرما شدید سرد ہوتا ہے۔ درجہ حرارت نقطہ انجماد سے گر کر منفی ۱۰ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے۔ جب کہ موسم گرما میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۳۷ اور کم از کم ۱۰ سنٹی گریڈ ہوتا ہے گلگت کے مضافات میں بہار کا موسم ہوتا ہے۔

انار۔ انگور۔ سیب۔ بادام۔ آڑو اخروٹ، خوبانی اور چیری سے بھرے ہوئے درخت انسانی طبیعت پر خوشگوار اثر ڈالتے ہیں۔

گلگت شمالی علاقہ جات کا صدر مقام ہے جو ۶۱۴ کلومیٹر راولپنڈی سے شمال کی جانب شاہراہ قراقرم پر واقع ہے۔ گلگت کے شمال میں فضا کے سکون کو چیرتا ہوا دریا دریائے گلگت بہتا ہے جو دریائے ہنزہ (HUNZA) میں جا گرتا ہے۔ چین افغانستان اور بھارت کی سرحدیں اس علاقہ سے ملتی ہیں۔

دنیا کے مشہور و معروف گلیشیئر ہسپر ڈیوسائی اور بتورا اسی علاقہ میں ہیں۔ ہمالیہ اور قراقرم کی ۳۳ چوٹیاں ہیں۔ جن میں سے بیشتر کی بلندی ۲۴ ہزار فٹ کے قریب ہے۔ راکا پوشی اور دیوتاؤں کا ڈیرا نانگا پربت اسی سلسلہ میں سے ہے

گھوڑوں پر کھیلے جانے والا ”پولو کھیل“ اپنی نوعیت کا انوکھا کھیل ہے یہاں کے باشندوں کا دعویٰ ہے کہ ”اصل پولو کھیل ہم کھیلتے ہیں۔“ شمالی علاقہ جات کا صدر مقام ہونے کے ناطے پولو کے سالانہ ٹورنامنٹ ہر سال یہاں منعقد ہوتے ہیں۔

گلگت شہر میں ۱۶ سے زیادہ زبانیں بیک وقت بولی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہاں مختلف علاقوں سے آئے ہوئے باشندوں کا مستقل قیام ہے۔ گلگت کی مقامی زبان ”شنا“ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اردو پنجابی۔ پشتو۔ بروشسکی۔ چترالی وغیرہ بولی جاتی ہیں۔

یہاں سول ہسپتال۔ ٹیلی فون ایکسچینج پوسٹ آفس۔ لڑکے لڑکیوں کے ہائی سکولز کے علاوہ ڈگری کالج بھی موجود ہیں۔ ائیرپورٹ شہر کے بالکل ساتھ ہے جو سرسبز درختوں میں گھرا ہوا ہے۔

یہاں کے مشہور بازار کشمیری بازار، جماعت خانہ بازار۔ راجہ بازار اور صدر بازار ہیں۔ ان بازاروں میں رہائش اور خوراک و طعام کے لئے ہر قسم کے ریستوران اور ہوٹل موجود ہیں۔

بازار سے جہاں بھی آپ گذریں گے ہر طرف چائنا کے سامان سے بھری دکانیں آپ کو نظر آئیں گی۔ ان دوکانوں سے چائنا کا سامان ارزاں نرخوں پر مل جاتا ہے۔ یہ سامان شاہراہ قراقرم کے راستے گلگت میں آتا ہے۔

تحفے کے طور پر پہاڑوں سے نکلنے والے قیمتی پتھر۔ سلاجیت۔ خشک میوہ جات اور چائنا کا سامان ہے جو کثرت سے ہر سال آنے والے سیاح حضرات خریدتے ہیں۔ سیاحوں کی آمد کے وقت ایسے لگتا ہے کہ جیسے گلگت یورپ کا کوئی ملک ہے۔

گلگت کے آس پاس ۷ پل ہیں جو شہر کا رابطہ دوسرے علاقوں سے کرتے ہیں۔ ان پلوں کی خصوصیت یہ ہے کہ مضبوط رسوں پر معلق ہیں۔ گلگت میں ریڈیو اسٹیشن دینور کے مقام پر ہے۔ جس میں مختلف زبانوں سے پروگرام نشر ہوتے ہیں یہاں ایک منی ٹی وی اسٹیشن (MINI T.V. STATION) بھی ہے۔ جو ایک ہفتہ پرانے پروگرام بذریعہ وڈیو کیسٹ نشر کرتا ہے۔ یہاں کا مقامی اخبار ”سیاچن“ ہے۔

گلگت میں موجود بے شمار پرانے تاریخی کھنڈرات اس کی اہمیت کو اور زیادہ بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً گلگت سے چار میل کے فاصلہ پر کارگاہ نالہ میں پہاڑ میں بدھ مت کے زمانے کا ایک مجسمہ کندہ ہے یہ اس دور کی یاد کو تازہ کرتا ہے جب یہاں گوتم بدھ کے پیروکار آباد تھے۔

دریائے گلگت کے کنارے ایک خوبصورت سیرگاہ بنائی گئی ہے۔ جسے ”چنار باغ“ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ خوبصورت سیرگاہ سرسبز و شاداب ہے اور پھلدار درختوں پر مشتمل ہے۔ اس

باقی صـ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں:

دین حق کی طرف بلانے کے طریقے اور اپنے کامیاب تجارب پر مبنی محترم بشیر احمد رفیق خاں صاحب کا مضمون پڑھ کر ان کے تتبع میں مَیں بھی تربیت کے موضوع پر اپنے میدانِ عمل کے بعض مشاہدات ضبطِ تحریر میں لانے کی جسارت کر رہا ہوں شائد موجودہ مربیان کرام ان سے استفادہ کر سکیں۔

مجھے حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث (اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے) نے ۱۹۷۳ء میں بقول حضور "ڈرتے ڈرتے" ہی مربی کے طور پر امریکہ بھجوایا تھا" کیونکہ اس سے پہلے میری ساری عمر سکول میں پڑھاتے اور ہیڈ ماسٹری کرتے ہی گذری تھی اور دعوت الی اللہ کا کوئی تجربہ نہ تھا۔ پھر پڑھا میں ایسے سکولوں اور کالجوں میں تھا جہاں برٹش انگریزی پڑھائی جاتی تھی اور مجھے ایک ایسے ملک بھجوایا جا رہا تھا۔ جہاں کا انگریزی بولنے کا لہجہ اور بعض ہجے عام انگریزوں کی زبان سے مختلف تھے۔ بہر حال حضور نے ہی حُسنِ ظنی سے کام لیتے ہوئے مجھے میدانِ عمل میں بھجوا دیا کہ ساری عمر انگریزی سے اس کا واسطہ رہا ہے اس کے لئے وہاں کوئی دقت نہ ہو گی۔

لیکن جب میں اپریل کے وسط میں واشنگٹن میں چند روز قیام کرنے کے بعد ڈیٹن اوہایو پہنچا تو عجیب ماجرہ دیکھا۔ دو تین تو احمدی ایئرپورٹ پر استقبال کے لئے موجود تھے۔ میری وضع قطع سے اندازہ کر لیا کہ میں ہی ان کے ہاں مربی ہو کر آیا ہوں۔ مصافحہ اور سلام دعا کے بعد مجھے کار میں بٹھا کر مشن ہاؤس لے گئے۔ کھانے پر مختصر سی باتیں ہوئیں اور صبح میرے دفتر میں ایک احمدی بہن آگئیں انہوں نے مجھ سے فصیح اور بلیغ۔ لیکن تیز اور روائتی امریکن لہجہ میں کاروباری گفتگو کی۔ جس کے میں بعض الفاظ تو نہ سمجھ سکا لیکن مجموعی طور پر یہ امپریشن ضرور لے لیا کہ مجھ سے لیکچر کے بارہ میں کچھ کہہ رہی ہیں۔ اور اگلے دن وہ پھر تشریف لے آئیں اور اب کے مجھے اس مقام پر پہنچانے کے لئے جہاں انہوں نے لیکچر دلوانے کا انتظام کر رکھا تھا لے گئیں۔ میں احتیاطاً ربوہ میں ہی احمدیت پر بعض لیکچر لکھ کر بلکہ ٹائپ کروا کر ساتھ لے گیا تھا۔ ایک مسودہ نکالا اور ساتھ لے گیا۔ لیکچر تو خیر تیار ہی تھا۔ لیکن مجھے یہ فکر تھی کہ آدھ گھنٹہ کے لیکچر کے بعد اگلا آدھ گھنٹہ جو سوال و جواب کے لئے مخصوص ہو گا۔ اس سے میں کس طرح عہدہ برآ ہو سکوں گا۔ کیونکہ میں تو ان کے سوالوں کو ہی نہ سمجھ پاؤں گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے نپٹنے کا ایک ڈھب سکھا دیا۔

میں نے جماعت کے اس وقت کے امیر (جو افرو امریکن تھے۔ اور دعوت الی اللہ کا خاصا تجربہ رکھتے تھے۔ زبان پر اقتدار اس پر مستزاد تھا) برادر مظفر احمد ظفر کو اپنے ساتھ بٹھا لیا اور ان سے کہا کہ جب کوئی شخص سوال کرے گا۔ آپ میرے چہرے کی کیفیت سے ہی بھانپ لیں گے کہ میں سوال کے الفاظ کو سمجھا ہوں یا نہیں۔ امریکن لہجہ کی تندی اور روانی کے فرق کی وجہ سے اگر چہرہ سے بشاشت اور تمکنت کا اظہار نہ ہوتا ہو۔ تو آپ اس سوال کا جواب خود دے دیں یا آہستگی سے اس کا مطلب مجھے بتلا دیں۔ الغرض اس طرح میرے اس پہلے امتحان کی کارکردگی کامیاب رہی۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ابتداء میں لہجہ اور طرزِ خطابت کے اختلاف کو حکمتِ عملی سے دور کیا جا سکتا ہے۔ اوائل میں نووارد کو دقت ضرور پیش آتی ہے۔ لیکن توجہ اور محنت سے اس سے چند روز میں نپٹنے کا انتظام بھی ہو جاتا ہے۔

جس تیزی سے میرے امریکن احمدی بھائی انگریزی بولتے تھے۔ مشین کی طرح بغیر رکاوٹ کے مسلسل۔ (انگریزی اصطلاح کے مطابق بغیر "فل سٹاپ" کے) اس کو ابتداء میں میرے جیسے انگریزی سے مانوس انگریزی پڑھنے پڑھانے والے کو بھی سمجھنا مشکل تھا اوائل میں تو اپنی کارکردگی سے میں اس قدر مایوس ہو گیا کہ مَیں نے حضور کی خدمت میں اپنی نا اہلی کا رونا رو دیا اس پر حضور نے لکھا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ چند روز میں آپ کی یہ دقت دور ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اور میں نے چند روز کے بعد محسوس کرنا شروع کر دیا کہ برٹش انگریزی اور امریکن انگریزی کی بعض انفرادی خصوصیات ہیں۔ جنہیں مجھے ملحوظِ خاطر رکھنا ہو گا۔ اس دوران میں مَیں اپنی ڈگر پر چلتا رہا۔ تقریریں لکھ کر کرنا ترک کر دیا۔ کیونکہ میرے امریکن احمدی بھائی کہتے تھے کہ میری زبان تو CLASSIC ہے لیکن ان کے نزدیک ان کی سوسائٹی کی اقدار سے مطابقت نہیں کھاتی اور آہستہ آہستہ ہم ایک دوسرے کی زبان کو سمجھنے بلکہ قبول کرنے لگے۔

چنانچہ میں نے اس وقت کے طریقہ اور میل جول کے تقاضوں کو دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں بہت مفید پایا لباس کے متعلق بھی مَیں نے اپنی انفرادیت قائم رکھی۔ شلوار قمیص اور اچکن ہی استعمال کی۔ میرے اپنے روائتی لباس کو استعمال کرنے سے میری عزت میں قطعاً کوئی فرق نہ آیا۔ بلکہ امریکن پبلک کو اس کی وجہ سے مجھے شناخت کرنے میں آسانی ہو گئی۔ مَیں مشن ہاؤس سے باہر جاتا تو لوگ مجھے پہچان جاتے کہ یہ احمدی مربی ہے اور عزت و احترام سے پیش آتے۔ یہانتک کہ میئر بھی راستہ میں رک کر سلام کرتے۔ الغرض میرے پاکستانی لباس نے میری توقیر میں اضافہ ہی کیا۔ سوٹ بوٹ نہ پہننے سے میری شخصیت پر قطعاً کوئی آنچ نہ آئی اس سلسلہ میں آخری بات یہ ہے کہ ایک مربی جب نئے ماحول میں جاتا ہے تو اسے ان سے بے تکلف ہو کر ان کے قریب آنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ وہ لوگ یہ سمجھیں کہ مربی ان کے مسائل حل کرنے بلکہ ان کی خدمت کرنے آیا ہے۔ نہ کہ الگ تھلگ رہ کر ان پر افسری کرنے۔ مَیں نے اس طرزِ عمل کو امریکہ میں بے حد مفید پایا۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

میں جدید عمارات کی تعمیر اور دریا کے کنارے (دریا کے نظارہ سے لطف اندوز ہونے والوں کے لئے بنایا گیا) چبوترہ اس باغ کی رونق کو دوبالا کر دیتا ہے۔

یہاں پر ایک یادگار بھی بنائی گئی ہے جو ان شہداء کرام کی یاد میں ہے۔ جنہوں نے جنگ آزادی میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ اس یادگار پر ان شہداء کے اسماء کندہ ہیں۔

گلگت سے چھ کلومیٹر کے فاصلے پر سرسبز و شاداب پھل دار درختوں میں گھری "دنیور" نامی بستی ہے۔ یہاں پر چینی انجینئروں کی یاد میں ایک یادگار بنائی گئی ہے۔ جنہوں نے دنیا کے آٹھویں عجوبہ شاہراہ قراقرام کے عظیم منصوبے کو جان کی بازی لگا کر پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

گلگت سے ۲۸ میل کے فاصلہ پر سطح سمندر سے ۱۰ ہزار فٹ کی بلندی پر ایک خوبصورت وادی "نلتر" ہے یہ مکمل سرسبز وادی ہے اس کے چاروں اطراف برف پوش بڑے بڑے پہاڑ ہیں اور گلیشیئر ہیں یہاں پر K1 بجہ کا میدان ہے۔

گلگت سے ۱۰۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر اس علاقہ کی "ملکہ وادی" ہنزہ (HUNZA) ہے۔ جس کو "ایشیا کا سوئٹزرلینڈ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سطح سمندر سے ۸۰۰۰ فٹ بلند ہے۔ چاروں اطراف سے ڈھکے سفید پہاڑ درمیان میں سرسبز و شاداب وادی میں سرخ رنگت والے چلتے پھرتے انسان عجیب نظارہ پیش کرتے ہیں۔ مشہور چوٹی "راکاپوشی" اسی علاقہ میں ہے یہاں پر اسماعیلی فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں۔

ٹراؤٹ مچھلی یہاں کثرت سے ہے۔ اس کے ساتھ سرخ ریچھ۔ چیتا اور مارخور کا شکار پہاڑوں کی چوٹیوں پر مل جاتا ہے۔

فضائی و زمینی راستہ کے ذریعہ گلگت کا تعلق اسلام آباد سے ہے۔ ہوائی راستہ کو اختیار کرنے والا کبھی بھی اسے فراموش نہیں کر سکتا۔ اس راستہ میں ہمالیہ اور قراقرم کے بلند قامت سلسلے دیکھنے میں ملیں گے۔ آپ بادلوں کو بہت قریب سے دیکھ سکیں گے۔ جھیل سیف الملوک اور دیوتا پہاڑ نانگا پربت کے دلکش نظارے آپ کر سکیں گے۔ زمینی راستہ شاہراہ قراقرام کے ذریعہ ہے۔ اس کے اپنے مزے ہیں۔ چند الفاظ میں اس کے مزوں کو بیان کرنا بہتر نہ ہو گا کیونکہ آپ خود سفر کر کے خدائی قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

مندرجہ ذیل تحریر جناب نصر اللہ خان صاحب کی ہے جو اخبار جہاں ۲۸ اکتوبر ۔ ۳ نومبر ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی تھی ۔ ہمارے ایک کرمفرما نے جو اس وقت بیرون ملک قیام فرما ہیں (آپکا نام سردار عبدالقادر ہے) ہمیں ارسال فرمائی ہے تاکہ ہم اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کر سکیں ۔ ہم نصر اللہ خان کی یہ تحریر ان کے اور اخبار جہاں کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں (ادارہ)

اب سے پچیس برس پیشتر ہمارے لیڈر بڑے ضبط و تحمل کے حامل تھے ۔ اگر ان پر سخت سے سخت تنقید کی جاتی تھی تو وہ بے مزا نہ ہوتے بلکہ لطف اندوز ہوتے ۔ مجید لاہوری مرحوم نے ایک وزیر اعظم کو قائد قلت اور ترلوز ملت کا خطاب دیا تھا لیکن مرحوم وزیر اعظم ان سے بڑی خندہ پیشانی سے ملتے اور ان کے کالموں کی تعریف بھی کرتے ۔ شہید ملت لیاقت علی مرحوم پر بھی سخت تنقید کی جاتی لیکن ان کی پیشانی پر کبھی بل نہ آتا ۔ اس کی وجہ یہ تھی وہ زمانہ جمہوریت کا اصلی زمانہ تھا لیکن ہمارے ملک میں جب سے مارشل لاء آنے لگے تو ہمارے بیشتر سیاسی حکمران لیڈروں کا مزاج بھی مارشل لائی ہوتا گیا مجھے یاد ہے جب چوہدری خلیق الزماں مرحوم کی اہلیہ وزیر صحت کے عہدے پر فائز ہوئیں تو چونکہ مرحومہ بھاری بھرکم تھیں تو میں نے اپنے کالم میں لکھا کہ بیگم صاحبہ وزیر صحت سے زیادہ وزارت صحت معلوم ہوتی ہیں ۔ اسی طرح میں جب بھی اپنے کالم میں چوہدری صاحب کا ذکر کرتا تو ان کے نام سے پہلے لیڈر آخرالزماں چوہدری خلیق الزماں لکھتا ۔ ایک مرتبہ ایک تقریب میں جب میری چوہدری صاحب سے ملاقات ہوئی تو چوہدری صاحب نے مسکرا کر پوچھا تم میرے نام سے پہلے لیڈر آخرالزماں کیوں لکھتے ہو میں نے عرض کیا کہ جس سانچے سے آپ کی شخصیت ڈھل کر نکلی ہے تو آپ کے بعد وہ سانچہ ٹوٹ گیا لہذا آپ کی حیثیت اب لیڈر آخرالزماں کی ہو گئی ہے ۔ میں اپنے کالموں میں چوہدری صاحب کو بیٹھک باز بھی لکھا کرتا تھا ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب بچے ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہیں تو ان میں سے ایک بچہ بڑی پھرتی سے بیٹھ جاتا ہے اور اس طرح باقی سارے بچے جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں گر جاتے ہیں ۔ چنانچہ چوہدری صاحب کی حیثیت بھی سیاسی بیٹھک باز کی رہی تھی ۔ سیاست کے کھیل میں اللہ بخشے وہ سب سے بڑے شاطر تھے جوڑ توڑ میں خاصی مہارت رکھتے ۔ بڑے نڈر اور کھرے مسلمان تھے ۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند کرکٹ کے بڑے اچھے کھلاڑی تھے ۔ نواب حمید اللہ مرحوم والئی بھوپال سے مرحوم کے دوستانہ روابط تھے ۔ تحریک خلافت میں پیش پیش رہتے اگرچہ پنڈت جواہر لال نہرو سے ان کی دانت کاٹی دوستی تھی ۔ لیکن پنڈت جی ان سے ہمیشہ ہوشیار رہتے اور یہ کہا کرتے تھے کہ خلیق کے کاٹے کا کوئی علاج نہیں ہے ۔ اور اس کی سیاسی چال کا توڑ نکالنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ چوہدری صاحب یوں تو کانگریس کے رکن رکین بھی رہے ۔ لیکن کانگریس سے ان کے اختلافات بھی جاری رہتے ۔ جب چوہدری صاحب سیاست سے ریٹائر ہو گئے تو چونکہ ان کا گھر میرے دفتر سے قریب تھا لہذا میں دوسرے تیسرے دن ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان سے برصغیر کی سیاسی تاریخ کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ۔ چوہدری صاحب فجر کی نماز کے بعد اشراق کی نماز تک کلام پاک کی تلاوت کرتے رہتے ۔ پھر اس کے بعد ان سے باتیں ہوتیں ۔ چوہدری صاحب کا قد چھوٹا تھا لیکن ان کے اندر ایک گرانڈیل سیاستداں تھا ۔ ان کی مونچھیں ان کی شناخت تھیں ۔

ایک مرتبہ چوہدری صاحب تلاوت کلام پاک میں مصروف تھے تو میں بیگم صاحبہ کے پاس بیٹھ گیا ۔ ابھی بیگم صاحبہ سے ادھر ادھر کی باتیں ہو رہی تھیں تو چوہدری صاحب بھی آ گئے ۔ بیگم صاحبہ اپنے زمانے کے لکھنؤ کے اور اپنے بچپن کے حالات سنا رہی تھیں کہنے لگیں جب میں پرائمری اسکول میں پڑھتی تھی تو چوہدری صاحب اس زمانے میں لکھنؤ کی بلدیہ کے چیئرمین تھے ۔ اور ایک مرتبہ تقسیم انعامات کی تقسیم چوہدری صاحب کی صدارت میں ہوئی تو اس تقریب میں مجھے بھی چوہدری صاحب نے انعام دیا ۔ مطلب بیگم صاحبہ کا یہ بتانا تھا کہ جب وہ بچی تھیں تو چوہدری صاحب اس زمانے میں جوان تھے ۔ چوہدری صاحب بیٹھے مسکراتے رہے ۔ مجھے یہاں چوہدری صاحب کے سلسلے میں مولانا ظفر علی خاں مرحوم کا یہ مصرع یاد آ گیا ۔

نہرو انہیں ملا تو خلیق الزماں مجھے

ایک مرتبہ چوہدری صاحب نے مجھے بتایا کہ جب ہم دو قومی نظریئے کی بات کرتے ہیں تو نواب حمید اللہ مرحوم کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں یہ بات تو تم جانتے ہو کہ کانگریس اور گاندھی جی مسلمانوں کو ایک علیحدہ قوم کی حیثیت سے ماننے کے لئے تیار نہ تھے ۔ لیکن ایک مرتبہ جب نواب صاحب کی گاندھی سے سے ملاقات ہوئی تو نہ جانے نواب صاحب نے کیا پڑھ کر گاندھی جی پر پھونک دیا ۔ اور کون سے ایسے دلائل پیش کئے کہ گاندھی جی دو قومی نظریئے کے قائل ہو گئے ۔ ہرچند کہ اس کے بعد گاندھی جی نے یہ بھی کہا تھا کہ ان سے ہمالیائی غلطی سرزد ہو گئی ہے ۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ نواب صاحب نے پاکستان کے قیام میں بڑا کام کیا اور مسلم لیگ کو اپنے قیمتی مشورے دینے کے علاوہ پاکستان کی تحریک چلانے کے لئے سرمایہ بھی فراہم کرتے رہے ۔ قائد اعظم کی یہ خواہش تھی کہ فرنگی حکمرانوں کا مزاج سمجھنے والے اور ان کی چالوں سے واقفیت رکھنے والے کسی بڑے قانون دان کو انگلستان بھجوایا جائے تاکہ وہ مسلم لیگ کی ترجمانی کرنے کے علاوہ پاکستان کے قیام کی راہ ہموار کرے نواب صاحب نے قائد اعظم سے پوچھا کہ آپ کے خیال میں اس کام کے لئے چوہدری ظفر اللہ کیسے رہیں گے ؟ قائد اعظم نے کہا کہ وہ وائسرائے کی ایگزیکیٹو کونسل کے ممبر ہیں وہ اپنی جگہ کیوں چھوڑیں گے ۔ نواب صاحب نے کہا کہ یہ کام آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے ۔ چنانچہ نواب صاحب نے چوہدری ظفر اللہ خان سے ملاقات کی اور وہ اس کام کو کرنے کیلئے تیار ہو گئے ۔ چنانچہ نواب صاحب نے مسلمان والیان ریاست سے اس کام کے لئے زر امداد حاصل کی اور اسے چوہدری صاحب کے حوالے کر دیا اس سے ظفر اللہ خاں کو جو خسارہ ہوا تھا وہ بھی پورا ہو گیا اور وہ لندن سدھار گئے اس میں شک نہیں ہے کہ جس کام کے لئے انہیں متعین کیا گیا تھا انہوں نے اسے بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ۔

ایک مرتبہ چوہدری صاحب نے مجھے یہ بتایا جب پاکستان کے قیام کا فیصلہ ہو گیا تو نواب صاحب نے قائد اعظم کو یہ مشورہ دیا کہ آپ پاکستان کے گورنر جنرل نہ بنیں بلکہ کسی اور کو گورنر جنرل کے عہدے پر فائز کر دیں ۔ اس طرح آپ کی پوزیشن اور مضبوط اور مستحکم ہو جائے گی ۔ اس پر قائد اعظم نے کہا جب لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو بھارت کا گورنر جنرل بنایا جا رہا ہے تو اس کے مدمقابل کوئی ایسی ہی اہم شخصیت ہونی چاہیئے ۔ نواب صاحب نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو میں اس کام کو انجام دینے کے لئے تیار ہوں چنانچہ وہ ایئرپورٹ پہنچے اور انہوں نے اپنا ہوائی جہاز اڑایا ہی تھا کہ انہوں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ لوگ میرے بارے میں یہ سوچیں گے کہ شائد میں نے قائد اعظم اور مسلم لیگ کا ساتھ صرف اس لئے دیا تھا کہ میں پاکستان کا گورنر جنرل بننا چاہتا تھا ۔ اس طرح میں ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی تنہا چھوڑ جاؤں گا ۔ اور میرے بارے میں کانگریسی حلقوں میں بھی یہ کہا جائے گا کہ میں مسلم لیگ کی حمایت کر کے اب اپنی جان بچا کر پاکستان چلا گیا لہذا نواب صاحب ان سارے پہلوؤں پر غور کر کے واپس آ گئے چوہدری خلیق الزماں کی شخصیت بڑی متنازعہ رہی ہے ۔ چوہدری صاحب نے یہ بھی بتایا تھا کہ جب ایوب خاں پہلی مرتبہ بڑا سنگین قسم کا مارشل لاء لے کر آئے تو ہمارے سیاستدانوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور وہ مارشل لا کو اٹھوانے کے لئے سیاسی تدبر سے کام لینے میں بری طرح ناکام ہو گئے ۔ چوہدری صاحب نے کہا ایک مرتبہ ایوب خان سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے کہا آپ کب تک مارشل لا لگاتے رہیں گے ۔ آپ مارشل لا کو اٹھا کر سیاست میں کیوں نہیں آتے اور خود اپنی پارٹی کیوں نہیں بنا لیتے تو ایوب خان نے کہا کیا آپ میرا ساتھ دیں گے ۔ میں نے کہا کہ میں آپ کے لئے سیاسی پارٹی بنوا دونگا ۔ چنانچہ میں نے کنونشن لیگ بنوا دی اور میں نے پنجاب کا دورہ کیا اور سیاستدانوں سے یہ کہا کہ میں نے شیر کو پنجرے میں بند کر دیا ہے ۔ اب باقی کام تمہارا ہے ۔ لیکن یہ حضرات ٹس سے مس نہ ہوئے اب انہیں یہ کون سمجھاتا کہ سیاست میں اکڑفوں سے کام نہیں چلتا میری آخری ملاقات چوہدری صاحب سے اس زمانے میں ہوئی جب شیخ مجیب الرحمٰن اپنے چھ نکات پیش کر چکے تھے ۔ چوہدری صاحب کا کہنا تھا سیاسی طور پر مجیب سے بات چیت کے لئے کچھ لو اور کچھ دو سے یہ مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن جب مشرقی پاکستان پر فوج کشی کی گئی تو چوہدری صاحب نے کہا کہ یہ سمجھ لو کہ پاکستان کا یہ حصہ اب پاکستان سے کٹ جائے گا ۔ اور جب بنگلہ دیش قائم ہوا تو میں آیا اور میں چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ تلاوت کر رہے ہیں اور ان کے آنسوؤں سے کلام پاک بھیگ گیا ہے جب وہ تلاوت سے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ جب خود ہم نے قینچی سے کام لے کر ملک کے دو ٹکڑے کر ڈالے تو اب باقی ملک جو رہ گیا ہے اس کا خدا حافظ ہے ۔ یہی کچھ یہاں بھی ہو سکتا ہے لیکن جن لوگوں نے پاکستان بنایا ہے اور اس کے لئے جانی و مالی قربانیاں دی ہیں تو ان کا تعلق کسی بھی صوبے سے ہو اگر ان میں اتفاق و اتحاد قائم رہا اور پاکستان میں صحت مند اور باشعور وطن دوست لیڈر شپ ابھر آئی اور ملک

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا: مکرم محمد اشرف صاحب کھوکھر صدر حلقہ گلشن اقبال کراچی کی اہلیہ ایک ہفتہ سے دل کی تکلیف کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم ظفر احمد صاحب ملتانی کی اہلیہ صاحبہ کا گردے کا اپریشن بیرون ملک ہوا ہے۔

○ مکرم بشیر الدین احمد خاکی صاحب اسلام آباد اپنی کامل صحت یابی اور اہل و عیال کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

○ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کریم پارک راوی روڈ لاہور اپنی بیٹی کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

○ مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور نے محترم مرزا شاہد بیگ کی والدہ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ مرزا مبشر احمد صاحب کے والد محترم مرزا منور علی صاحب۔ محترم قیم محمود صاحب کے والد محترم میاں اللہ دتہ صاحب اور مکرم ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب سمن آباد لاہور کے لئے جو بیمار ہیں دعا کی درخواست کی ہے۔

○ مکرم امجد ملک صاحب کراچی کا بیٹا محمد افضل ملک یرقان کے مرض میں کئی دنوں سے مبتلا ہے۔

احباب ان سب کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

ولادت: مکرم عبدالواسع عابد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۲۰ مارچ بروز جمعۃ المبارک بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچی کا نام "انیسہ عابد" عطا فرمایا ہے۔ عزیزہ تحریک وقف نو میں شامل ہے۔

احباب نومولودہ کی درازئ عمر اور خادمہ دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال: مکرم ملک محمد اسحاق صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ چک نمبر ۴۹۳/ای بی تحصیل بورے والا ضلع وہاڑی بعمر ۷۸ سال تین چار روز علیل رہنے کے بعد ۱۹ مارچ ۹۲ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اگلے روز ان کے بیٹے مکرم ملک داؤد احمد صاحب ان کا جنازہ ربوہ لائے۔ جہاں بیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ موصوف کی تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی قبر تیار ہونے پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے دعا کرائی۔

احباب ان کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔

لیڈی کلرک کی ضرورت

○ دفتر لجنہ میں شعبہ مال میں ایک لیڈی کلرک کی ضرورت ہے جو حساب کتاب کے کام سے واقف ہو۔ خط اچھا ہو۔ ایسی بچیاں اپنی درخواست یکم اپریل تک بھجوا دیں۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ پاکستان)

پتہ درکار ہے: مکرمہ بشیراں پروین صاحبہ زوجہ عبدالمجید صاحب وصیت نمبر ۲۰۶۶۵ نے فیڈرل بی ایریا کراچی سے ۱۹۷۱ء سے وصیت کی تھی۔ موصیہ بعد میں کراچی سے لاہور منتقل ہو گئی۔ موصیہ کا لاہور کا ایڈریس نہیں مل سکا۔

○ محترم اللہ دین صاحب ابن محترم چوہدری وڈھاوا صاحب ساکن بکھو بھٹی ضلع سیالکوٹ وصیت نمبر ۱۴۱۰۲ کا موجودہ پتہ درکار ہے۔ اگر وہ خود پڑھیں یا ان کے کوئی عزیز پڑھیں تو ان کے موجودہ پتہ سے نظارت بہشتی مقبرہ کو اطلاع کریں۔

لجنات اماء اللہ توجہ کریں

○ لجنہ اماء اللہ کا ہال تکمیل کے مراحل میں سے گزر رہا ہے۔ ابھی مزید رقم کی ضرورت ہے۔ لجنات اپنی اپنی لجنہ کا جائزہ لیں کہ سب نے اپنے وعدہ پورے کر دیئے ہیں یا نہیں۔ جنہوں نے نہیں پورے کئے وہ جلد سے جلد بھجوائیں۔ اور جن بہنوں نے وعدے نہیں لکھوائے تھے ان سے نئے وعدے لیں جو دے چکی ہیں۔ ان سے مزید اور لینے کی درخواست کی جائے ضلعی صدرات بھی اس طرف توجہ دیں کہ ان کے ضلع کی ہر مجلس نے اس میں شمولیت کی ہے یا نہیں۔

(صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان)

پروگرام برائے عارضی وقف

○ خاکسار جون ۱۹۹۲ء میں پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں ۳/۴ ہفتوں کیلئے عارضی وقف پر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مخلص۔ دینی علوم سے واقف اور دعوت الی اللہ کا شوق رکھنے والے ہم مزاج دوست کی تلاش ہے سفر اور قیام کے اخراجات خود انحصاری کی بنیاد پر ہوں گے۔ اگر قابل اعتماد ٹرانسپورٹ بھی مہیا ہو سکے تو یہ مزید سہولت کا باعث ہو گی۔ خواہشمند دوست خاکسار سے رابطہ قائم کریں۔ تاکہ تفاصیل طے کرنے کے بعد ناظم صاحب عارضی وقف کو درخواست دی جائے۔ اور باقی پروگرام طے کیا جائے۔ شکریہ۔

(لیفٹیننٹ کرنل بشارت احمد ۲/۲۴۷۔L۔ ڈیفنس سوسائٹی لاہور کینٹ۔ فون نمبر گھر ۸۹۴۷۸۰)

اعلان گمشدگی رسید بک

○ مجلس خدام الاحمدیہ گلگشت کالونی ملتان کی رسید بک نمبر ۴۶۲۱ مورخہ ۷ فروری ۹۲ء کو گم ہو گئی ہے۔ رسیدات ۱ تا ۷ استعمال شدہ ہیں۔ اس رسید بک پر کوئی چندہ ادا نہ کیا جاوے۔ اور اگر کسی کو یہ رسید بک مل جائے تو دفتر خدام الاحمدیہ پاکستان۔ ایوان محمود ربوہ بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ربوہ

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

کی سلامتی کے لئے مفاد پرستی چھوڑ دی گئی تو ممکن ہے کہ یہ ملک بچ جائے۔ چوہدری صاحب نے یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ ہمارے ایک طرف ہندو راج ہے دوسری طرف مغربی ملکوں کا سامراج وہ ہمارے نازک حالات سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔ اور ہمیں اپنا تابع مہمل بنانے کی کوشش کریں گے۔ میں اسلامی بلاک کے قیام کے لئے زندگی بھر کام کرتا رہا۔ لیکن میرا مذاق اڑایا گیا۔ اگر اسلامی بلاک قائم ہو جاتا تو مستقبل میں پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک آنیوالے خطرات سے بچ نکلتے۔ چوہدری صاحب کو مشرقی پاکستان کے علیحدہ ہونے کا اتنا دکھ پہنچا کہ وہ اس صدمے کی تاب نہ لا سکے اور کچھ دنوں بعد اللہ کو پیارے ہو گئے۔

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۳۸۷ میں لبنیٰ ندیم زوجہ ندیم کوثر قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ماڈل ٹاؤن لاہور حال نوشہرہ کینٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲-۱-۱۹۹۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی وزنی ۳۰ تولہ مالیتی اندازاً ایک لاکھ روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند محترم ۲۵،۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ لبنیٰ ندیم زوجہ ندیم کوثر آفیسر میس آرڈیننس نوشہرہ کینٹ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ میجر ندیم کوثر مسل نمبر ۲۸۰۶۹ خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ رشید احمد ولد شریف احمد محلہ کسی نوشہرہ۔

مسل نمبر ۲۸۳۸۸ میں بشریٰ ارشد زوجہ محمد ارشد قمر قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۳۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گڑھی شاہو لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴-۵-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی وزنی ۲۰½ تولہ مالیتی ۶۳،۰۰۰/- روپے (۲) حق مہر ۲۵۰۰/- بذمہ خاوند (۳) زیور چاندی مالیتی ۳۰۰/- روپے (۴) نقد ۸۰۰۰/- روپے ہیں۔ تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۸ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ حکومت آزاد کشمیر نے جموں کشمیر لبریشن فرنٹ پر پابندی لگانے کا فیصلہ کر لیا ہے معلوم ہوا ہے کہ پابندی کے اعلان سے پہلے فرنٹ کے تمام اہم رہنماؤں کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

○ ربوہ اور چنیوٹ کے درمیان دریائے چناب پر کشتیوں کا عارضی پل پانی کے زبردست ریلے کے نتیجے میں بہہ گیا جس کی وجہ سے علاقہ کے ہزاروں لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مستقل پل سخت خراب حالت میں ہے۔ اور آجکل مرمت کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔

○ سندھ میں ڈاکوؤں نے مختلف مقامات سے ۱۱ افراد کو اغوا کر لیا اور دو پولیس والوں سمیت ۵ افراد کو قتل کر دیا۔ لاڑکانہ کے امیر جماعت اسلامی کے بیٹے کو بھی اغوا کر لیا گیا ہے۔

○ صوبہ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں ذکری فرقے کے خلاف احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے حکومت نے مظاہرین کو تربت کے علاقہ میں داخل ہونے سے روک دیا ہے اور متعدد افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔

○ افغان حکومت کے ترجمان نے کابل میں اعلان کیا ہے کہ نجیب حکومت اقوام متحدہ کے نئے منصوبہ کو قبول کرتے ہوئے ۴ ہفتے میں اقتدار چھوڑنے کو تیار ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اب جولائی کی بجائے اپریل کے آخر تک افغانستان میں عبوری حکومت قائم ہو جائے گی۔

○ ساہیوال کے قریب آئل ٹینکر اور مسافر ویگن میں تصادم کے نتیجے میں ۴ افراد ہلاک اور دس زخمی ہو گئے۔ یہ حادثہ تیز رفتاری کے باعث پیش آیا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے جو آجکل عمرہ ادا کرنے سعودی عرب گئی ہوئی ہیں۔ وائس آف امریکہ کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے شاہ فہد کی طرف سے قیمتوں میں کمی کے اقدامات کی تعریف کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں افراط زر ساڑھے بارہ فیصد تک پہنچ چکا ہے۔ جبکہ انکی حکومت کے زمانہ میں اس کی شرح ۶٫۵ فیصد تک تھی۔

○ چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ مسلم لیگ میں کوئی ڈسپلن نہیں۔ جو چاہتا ہے منہ اٹھا کر آجاتا ہے۔ جب جی چاہتا ہے چلا جاتا ہے۔ ہم مصلحت کے تحت ایسے لوگوں کو قبول کر لیتے ہیں۔

○ معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے اپوزیشن کے اعتراضات کے بعد ڈی نیشنلائزیشن کا طریقہ کار تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب پیشکش سیل بند لفافوں میں لینے کی بجائے سرکاری یونٹوں کو سر عام بولی کے ذریعہ نیلام کیا جائے گا۔

غیر ملکی خبریں

○ بالٹک جمہوریہ اسٹونیا نے رشین فیڈریشن سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس کی سرحد پر واقع سوسنوی بور ایٹمی پلانٹ کو فوری طور پر بند کر دے کیونکہ اس میں سے تابکار مادے کے اخراج کی شرح گذشتہ دو ہفتوں کے دوران دو گنی ہو گئی ہے۔ جو صحت کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔

○ لیبیا کے لیڈر معمر قذافی نے دھمکی دی ہے کہ وہ ایسے ممالک کے خلاف از خود تجارتی پابندیاں عائد کر دیں گے۔ جو لیبیا کے خلاف جارحیت کا مظاہرہ کریں گے۔

بقیہ صـ۷ سے آگے

یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ بشریٰ ارشد A-۱۷/۱۲۴ علامہ اقبال روڈ ۵ P گڑھی شاہو لاہور۔ گواہ شد نمبر۱۔ محمد ارشد قمر خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ امین احمد خان صدر حلقہ گڑھی شاہو لاہور۔

احباب اپنے بچوں کا ــــ ہفتہ میں ایک روز بروز جمعرات

فری میڈیکل چیک اپ کرائیں

موسم سرما: ۲ تا ۵ بجے شام
موسم گرما: ۴ تا ۷ بجے شام
مریضوں کا فری طبّی معائنہ
ضرورتمند احباب استفادہ کر سکتے ہیں

احباب انتظار کی زحمت سے بچنے کیلئے پہلے مل کر وقت لے لیں

اوقات کلینک باقی ایام میں: موسم گرما ۵ تا ۹ بجے شام / موسم سرما ۴ تا ۸ بجے شام

وقت کی پابندی ملحوظ خاطر رہے

النصرت چلڈرن کلینک

ریلوے روڈ نزد ریلوے سٹیشن ربوہ